Green Island
Youth Forum
(A Project of GIT®)

بعنوانِ ولادتِ امام علی ابن موسی الرضا علیہ السلام

Contact us on
0213 2253 606

مشہور قول کی بنا پر امام علی علیہ السلام ابن موسی الرضا علیہ السلام کی ولادت ۱۱ ذی القعدہ، ۱۴۸ ہجری کو مدینے میں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی[1]۔ آپ علیہ السلام کے والد امام موسی کاظم علیہ السلام اور والدہ نجمہ خاتون علیہا السلام تھیں[2]۔ آپ علیہ السلام کی کنیت ابو الحسن اور مشہور ترین لقب رضا ہے۔ اس کے علاوہ صابر، صدیق، رضی اور وفی بھی آپ علیہ السلام کے القاب میں سے ہیں[3]۔ بعض روایات میں آپ علیہ السلام کو عالم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے[4]۔ اسی طرح امام جواد علیہ السلام نے زیارت امام رضا علیہ السلام میں آپ علیہ السلام کو امام رؤوف کے لقب سے خطاب کیا ہے[5]۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے والد، امام موسی کاظم علیہ السلام کی ۱۸۳ق میں شہادت کے بعد عہدۂ امامت کو سنبھالا جس کی مدت ۲۰ سال (۱۸۳تا۲۰۳ق) تھی، جس میں ہارون الرشید کے ساتھ ۱۰ سال، محمد امین کے ساتھ تقریبا ۵ سال اور مأمون کے ساتھ ۵ سال گزارے[6]۔

---

[1] کافی، ۱۳۶۳ش، ج۱، ص۴۸۶

[2] عیون اخبار الرضا، ۱۳۷۸ق، ج۱، ص۱۶

[3] مناقب آل ابی طالب، ۱۳۷۹ق، ج۴، ص۳۶۶

[4] بحار الانوار، ۱۴۰۳ق، ج۴۹، ص۱۰۰

[5] بحار الانوار، ۱۴۰۳ق، ج۹۹، ص۵۵

[6] اعلام الوری، ۱۴۱۷ق، ج۲، ص۴۲-۴۱

امام کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد، اکثر شیعوں نے امام کاظم علیہ السلام کی وصیت اور دیگر دلائل کی بنا پر علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کی امامت کو قبول کیا اور ان کو آٹھویں امام علیہ السلام کے طور پر تسلیم کیا اسی لیے اس گروہ کا نام، قطعیہ مشہور ہوا[1]۔ لیکن امام ہفتم علیہ السلام کے اصحاب کے ایک گروہ نے علی بن موسی الرضاعلیہ السلام کی امامت کا انکار کیا اور امامتِ حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام پر توقف کیا اسی بنا پر یہ لوگ واقفیہ (امام کاظم علیہ السلام پر رکنے والے) کہلائے۔ واقفیہ معتقد تھے کہ امام کاظم علیہ السلام، مھدی موعود ہیں جو پردۂ غیبت میں چلے گئے ہیں اور واپس ظہور کریں گے[2]۔

امام رضاعلیہ السلام خراسان کی طرف سفر کرنے سے پہلے مدینہ میں زندگی کرتے تھے اور لوگوں میں ایک خاص محبوبیت کے حامل تھے۔ امام رضاعلیہ السلام نے اس دور میں مأمون رشید کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا: تمہاری ولیعھدی نے میری قدر و منزلت میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ میں جب مدینے میں تھا جب بھی میرا فرمان، شرق و غرب میں نافذ تھا اور جس وقت اپنے مرکب پر سوار ہو کر مدینے کی گلیوں سے گزرتا

[1] فرق الشیعہ، ۱۳۵۵ق، ص۷۹

[2] فرق الشیعۃ، ۱۳۵۵ق، ص ۸۱

تھا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی عزیز و محترم نہ تھا[1]۔ نیز مدینے میں اپنے علمی مقام کو یوں بیان فرمایا: میں مسجدِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھتا اور مدینے کے دانشمندوں میں سے جب کبھی کوئی کسی مسئلے میں پھنس جاتا تو وہ مجھ سے رجوع کرتے اور میں ان کے مسائل کو حل کرتا[2]۔

امام رضا علیہ السلام کو مامون رشید کے حکم پر مدینے سے خراسان بلایا گیا، اس کام کے لیے مامون نے رجاء بن ابی ضحاک کو اس تاکید کے ساتھ بھیجا کہ وہ امام رضا علیہ السلام کو بصرہ کے راستے طوس لے آئے نہ کہ کوفے کے راستے سے کہ جہاں شیعوں کی مزاحمت کا خدشہ تھا[3]۔

اسحاق بن راھُوَیہ نقل کرتا ہے: جب امام رضا علیہ السلام خراسان کے سفر کے دوران، شہر نیشابور پہنچے ، محدثین کے ایک گروہ نے عرض کیا: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے شہر سے تشریف لے جارہے ہیں، کیا ہمیں کوئی حدیث بیان نہیں فرمائیں گے؟ اس مطالبے پر امام رضا علیہ السلام نے عماری سے سر باہر نکالا اور سلسلۂ سند کو اپنے بابا سے لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے سنا اور

---

[1] الکافی، ۱۳۶۳ش، ج۸، ص ۱۵۱

[2] اعلام الوری باعلام الهدی، ۱۴۱۷ق، ج۲، ص ۶۴

[3] مجموعہ آثار استاد شہید مطہری، ۱۳۸۱ش، ج۱۸، ص ۱۲۴

انہوں نے خدا سے سنا کہ خداوند متعال نے فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنَ مِنْ عَذَابِي قَالَ فَلَمَّا مَرَّتِ الرَّاحِلَةُ نَادَانَا بِشُرُوطِهَا وَ أَنَا مِنْ شُرُوطِهَا۔ ترجمہ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» میرا قلعہ ہے، پس جو اس قلعے میں داخل ہو جائے وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوا۔ پھر سواری ذرا چلی پھر امام علیہ السلام نے رک کر فرمایا: لیکن کچھ شرط و شروط کے ساتھ ہے اور میں بھی ان شرطوں میں سے ایک ہوں[1]۔

یہ حدیث، تاریخ میں حدیث سلسلة الذهب (سونے کی زنجیر) کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس حدیث کے سارے راوی معصوم ہیں، جو سند کے اعلی ہونے کے علاوہ مضمون کے اعتبار سے بھی نہایت اہم ہے جس کے مطابق اگر کوئی اپنے زمانے کے امام علیہ السلام اور حجت خدا کو نہ مانے یا نہ پہچانے تو پھر اس کی توحید کامل نہیں ہے اور جس کی توحید کامل نہ ہو وہ کفر کی موت مرتا ہے اسی لیے یہ حدیث معروف ہے: جو اپنے زمانے کے امام علیہ السلام کی معرفت کے بغیر مرے تو وہ جہالت کی موت مرا ہے۔

امام رضا علیہ السلام کی ولایت عھدی سید جعفر مرتضی عاملیؒ معتقد ہیں کہ مامون رشید جس وقت امام رضا علیہ السلام کو خلافت کی پیشکش کر رہا تھا وہ امام علیہ السلام کا حق سمجھ کر نہیں بلکہ

[1] ابن بابویہ، کتاب التوحید، ص ۴۹

اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر یہ کام کر رہا تھا کیونکہ وہ ایک طرف امین رشید کو قتل کر کے عربوں کے غیض و غضب کا شکار تھا، تو دوسری طرف علویوں کی بغاوت کا خدشہ تھا اس سیاسی تناؤ کو کم کرنے کے لیے امام رضا علیہ السلام کی ولایت عہدی کا انتظام کیا[1]۔

اسی بنا پر امام رضا علیہ السلام کے خراسان پہنچتے ہی مامون رشید نے امام علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں حکومت کو آپ علیہ السلام کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ امام علیہ السلام چونکہ اس کی مکاری سے واقف تھے لہذا سختی سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: اگر حکومت، تمہارا حق ہے تو تم کسی کو دے نہیں سکتے اور اگر تمہار حق نہیں ہے تو پھر تم مالک ہی نہیں کہ کسی اور کے اختیار میں دو[2]۔ محققین کے مطابق امام رضا علیہ السلام کے اس جواب نے مامون رشید کی خلافت کو ہی سوالیہ نشان بنا دیا کیونکہ امام علیہ السلام نے مامون کو یہ سمجھایا کہ جو خلافت تمہارے ہاتھ میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے تمہیں ملی ہے تو پھر تم حق پر ہو لیکن خدا کا عطا کردہ منصب کسی کو نہیں دیا جا سکتا لیکن اگر ایسا نہیں ہے بلکہ حق کسی اور کا تھا اور تم زبردستی اس پر قابض ہو تو پھر یہ تمہاری ملکیت ہی نہیں ہے لہذا تم اس حق کو کیسے کسی اور کو بخش سکتے ہو؟ جب امام علیہ السلام

[1] الحیاۃ السیاسیۃ للامام الرضا علیہ السلام، ۱۴۱۶ق، ص ۲۸۶

[2] بحار الانوار، ۱۴۰۳، ج ۴۹، ص ۱۲۹

نے خلافت سے انکار کیا تو مامون نے ولی عہدی کے عہدے کو قتل کی دھمکی کے ساتھ پیش کیا، اب امام علیہ السلام نے مجبور ہو کر اس شرط کے ساتھ ولی عہدی کو قبول کیا کہ میں تمہارے امورِ مملکت میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ مامون نے اس شرط کو قبول کیا۔ یوں امام علیہ السلام کی ولی عہدی کا اعلان ہوا اور ان کے نام کا سکہ بھی جاری ہوا[۱]۔ چونکہ خلفاءِ بنو عباس میں مامون رشید علم دوست سمجھا جاتا تھا اسی لیے اس نے امام رضا علیہ السلام کے لیے متعدد مناظرات کا اہتمام کیا، جن کو طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج میں نقل کیا ہے[۲]۔ جن میں سے بعض کا فقط عنوان ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ سلیمان مروزی کے ساتھ، امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ ابو قرۃ سے، امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ جاثلیق سے، امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ رأس الجالوت سے، امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ زرتشتی عالم سے، امام رضا علیہ السلام کا مناظرہ عمران صابی سے۔ مامون رشید کا مقصد ان مناظرات سے یہی تھا کہ لوگوں کا وہ عقیدہ کہ اہل بیت علیہم السلام علم لدنی کے مالک ہیں غلط ثابت ہو جائے چنانچہ شیخ صدوقؒ نے اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ مامون نے ہر فرقے کے اعلی ترین دانشمندوں اور علماء کو آپ علیہ السلام کے سامنے لاتا تھا

[۱] الارشاد، ۱۳۷۲ش، ج۲، ص۲۵۹

[۲] احتجاج، ۱۴۰۳ق، ج۲، ص۳۹۶ کے بعد

کہ آپ علیہ السلام کی حجیت کو ان کے ذریعے شکست دے سکے، ایسا امام علیہ السلام کی اجتماعی اور علمی مقام سے حسد کی بنا پر کرتا تھا لیکن کوئی بھی امام علیہ السلام کا سامنا نہیں کر پاتا مگر یہ کہ ان کی فضیلت کا اقرار کرتا اور امام علیہ السلام کی طرف سے جو حجت اس پر قائم ہوتی اس کے سامنے سر تسلیم خم ہوتا[1]۔

امام علیہ السلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی شہرت سے خطرے کا احساس اور حسد کی بنا پر، آخر کار مامون نے آخرِ ماہِ صفر، ۲۰۳ق میں ۵۵ سال کی عمر میں زہر دغا کے ذریعے شہید کیا[2] اور مشہد مقدس میں مدفون ہوئے جہاں آج ہر سال لاکھوں عاشق آپ علیہ السلام کی زیارت کے لیے مشرف ہوتے ہیں۔

آخر میں خداوند متعال سے یہی دعا ہے کہ جو مومنین اب تک اس امام رؤوف کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے ان کو آپ علیہ السلام کی زیارت کی توفیق عطا کرے۔

مقالہ نویس: شیخ غلام مہدی حکیمی

---

[1] عیون اخبار الرضا، اعلمی، ج ۱، ص ۱۵۲

[2] کافی، ۱۳۶۳ش، ج ۱، ص ۴۸۶